غدیراور قرآن

ازافادات: حضرت ادیب عصرؒ

بعثت سے لے کر غدیر(۱) بلکہ رسول خداؐ کی آخری سانسوں تک اعلان ولایت علیؑ ایک ارتقاء پذیر تسلسل کی طرح ختم نبوت کا جزولاینفک بنارہا، پیغمبراکرمؐ نے اپنے ارشادات میں اس مقصد کوصولت وصلابت بخشی اورقرآن نے بلندآہنگ انداز میں اس کے نوک پلک سنوارے، دعوت ذوالعشیرہ کے اخوت ووصایت کی نوید ہو یا شب ہجرت کا اعلان رضائے خداوندی، خیبر کے پرچم کی بات ہو یا مباہلے کی نفسیاتی وحدت کا تذکرہ، غزوۂ خندق کا مژدہ ہو یا وجدآفریں اعلان طہارت، تبوک کے موقع پر حدیث منزلت کی بشارت ہو یا کینہ توزوں کے اظہارنفرت پر زبان رسالت سے نسبی بخیہ ادھیڑنے کی بات...ان تمام باتوں کا جمالیاتی مطالعہ ایک حسین دل آویز تناسب اور

....

۱۔غدیرخم: جحفہ اوراس چوراہے کے قریب کا علاقہ ہے جہاں سے اس زمانے کے اہم شہر''مدینہ، مکہ، مصراورشام'' کے راستے نکلتے ہیں۔غدیر: اس گڑھے کو کہتے ہیں جہاں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے پھرآہستہ آہستہ کم ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ گرمی کے ایام میں پوری طرح ختم ہوجاتا ہے۔خم کی وجہ تسمیہ کے سلسلے میں بھی چاراقوال پائے جاتے ہیں: الف: یہ ایک شخص کے نام پر ہے جو غدیر کے قریب واقع ایک چشمہ کا مالک تھا۔ب: ایک محلّہ کا نام ہے جہاں پانی کا چشمہ بہتا ہے۔ج: ایک کنویں کا نام ہے جسے اسی چشمہ کے پاس کھودا گیا تھا۔د: ان درختوں کو بھی خم کہا جاتا ہے جو چشمہ کے پاس اگتے ہیں۔ملاحظہ ہو: معجم البلدان ج۲ص۳۸۹؛ ج۴ص۱۸۸

ایک شاداب تاثر عطا کرتا ہے کہ معیار ہدایت اور منصب تبلیغ کے اعتبار سے جو حیثیت رسول اکرمؐ کی تھی وہی علیؑ کی تھی، رسول خاتم الانبیاء تھے تو علیؑ خاتم الاوصیاء۔

خاتم الانبیاءؐ کی شخصیت سے حضرت علیؑ کو الگ کر دینے کے بعد نہ صرف یہ کہ رسول اکرمؐ کی شخصیت بکھر کے رہ جاتی بلکہ آپ کا پیغام ادھورا اور اسلام ناقص ہو کے رہ جاتا ہے، یہی بات غدیر خم کے موقع پر خدا نے اسلام سے اپنی رضامندی کے سلسلے میں کہی ہے یہاں ''الاسلام'' سے مراد وہ اسلام ہے جس میں ولایت علیؑ کی بھیکتی خوشبو ہو اسی کی وجہ سے دین کامل اور نعمت خداوندی تمام ہوئی۔(۱) قرآن نے اس وحدت و یگانگت کو کہیں صنوان ''ایک جڑ سے نکلی دوشاخیں''(۲) کہا اور کہیں شجرہ طیبہ (۳) کا استعارہ پیش کیا ہے۔ بات صرف تشبیہات اور استعارات ہی کی نہیں پورے قرآن کا اسلوب اسی محور پر گردش کر رہا ہے، انبیاء کے تذکرے ہوئے تو ولایت علیؑ کی خصوصی مراعات کو پیش نظر رکھا گیا، اخلاق و احکام بیان ہوئے تو ایسا صاف مگر پیچیدہ لہجہ متعین کیا گیا کہ راسخون فی

....

۱۔﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾۔مائدہ۳/

۲۔شاید والدعلام کی مراد قرآن مجید کی اس آیت سے ہو اس لئے کہ صرف اسی آیت میں ''صنوان'' کی لفظ استعمال ہوئی ہے:﴿وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ ﴾''اور زمین کے متعدد ٹکڑے آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور انگور کے باغات ہیں اور زراعت ہے اور کھجوریں ہیں جن میں بعض دوشاخ کی ہیں اور بعض ایک شاخ کی ہیں اور سب ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں''۔(رعد/۴)

۳۔﴿ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴾''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح کلمہ طیبہ کی مثال شجرۂ طیبہ سے بیان کی ہے جس کی اصل ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان تک ہونچی ہوئی ہے''۔(ابراہیم/۲۴)

العلم کی ڈیوڑھی پر سر جھکائے بغیر چارہ نہ رہے،عرفانی ومعنوی مفاہیم بیان ہوئے تو اس کی تشریح وتوضیح میں رسول اکرمؐ نے دل نشین پیرائیہ اظہار اختیار کرتے ہوئے اپنے اجزائے نبوت کا تذکرہ اس پر محیط کردیا،آیات رحمت کی طرح آیات عذاب کی شان نزول بھی اعلان ولایت ہی سے متعلق ہے،اگر منافقین نے موج درموج نغمات فضائل پر کان سیکوڑے یا ناک بھوں چڑھائی تو وحی کا لہجہ تلخ وتند ہوگیا۔ان کے قول کی مذمت ہوئی ان کے تذبذب کی ایسی منظرکشی ہوئی کہ ذہن ودماغ پر بجلیاں سی گرنے لگیں،ان کے طغیانی پر سرزنش ہوئی،تمام اعمال اکارت ہونے کا اعلان ہوا،عذاب مھین اورالیم کی بشارت دی گئی۔

اعلان غدیر کا انکار کرنے والے حارث فہری پر عذاب اورسورہ معارج کی ابتدائی آیات میں اس کی عبرت انگیز حکایت کی حیثیت علامتی ہے، اس حکایت نے تمام منافقین کوخبردار کردیا ہے کہ منکر ولایت پر بہرحال عذاب واقع ہوکر رہے گا خود نبی اکرمؐ کی موجودگی یا استغفار بھی اس عذاب کو دفع نہیں کرسکتی کیوں کہ ولایت کا انکار پورے اس نظام ہدایت کا انکار ہے جو شرط معرفت وتوحید ہے۔

دوسری صدی سے لے کر عصر حاضر تک کے مفسرین کی قطار نے سورۂ معارج کی ابتدائی تین آیات (۱) کی شان نزول میں جابر بن نصر بن حارث بن کلاعبدری حارث بن نعمان فہری کے آتش زیرپا اندازِ انکار پر عذاب نازل ہونا اوراس عذاب کی شکایت

۱۔﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ☆ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ☆ مِنَ اللهِ ذِی الْمَعَارِجِ﴾"ایک مانگنے والے نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا،جس کا کافروں کے حق میں کوئی دفع کرنے والانہیں ہے،یہ بلندیوں والے خدا کی طرف سے ہے"۔(معارج/۱۔۳)

کا تذکرہ کیا ہے، ناموں کی تصریح کے اعتبار سے صرف دو روایتیں نقل کی جارہی ہیں۔

حافظ ابوعبیدہ ہردی (متوفی ۲۲۳ھ؛ ۲۲۴ھ) اپنی تفسیر ''غریب القرآن'' میں روایت کرتے ہیں:

''جب غدیر کی بات شائع ہوئی تو جابر بن نضر (۱) خدمت رسولؐ میں آیا کہنے لگا آپ نے ہمیں روزہ، نماز، حج، وزکوۃ کا حکم دیا کلمہ پڑھنے کی تاکید کی ہم نے مان لیا پھر بھی چین نہ آیا تو اپنے بھائی کو ہاتھوں پر بلند کر کے ہم پر فضیلت دیدی ان کے لئے ''من کنت مولا فهذا علی مولا'' کا اعلان کردیا۔ اچھا تو آپ نے یہ کام اپنے جی سے کیا ہے یا خدا کے حکم سے؟ رسول خداؐ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ حکم، خدا کی طرف سے تھا یہ سن کر جابر اینٹھتا ہوا اپنی سواری کی طرف مڑا اور کہہ رہا تھا: جو کچھ محمدؐ کہہ رہے ہیں اگر یہ تیری طرف سے حکم تھا تو آسمان سے میرے اوپر پتھر کی بارش کردے یا کوئی دوسرا دردناک عذاب نازل کردے ابھی وہ اپنی سواری تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ ایک پتھر آسمان سے نازل ہوا اور اس کی کھوپڑی توڑتے ہوئے اندام بنائی سے نکل گیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ☆ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ☆ مِنَ اللهِ ذِي الْمَعَارِجِ﴾''۔(۲)

....

۱۔ آگے ثعلبی کی روایت میں ہے کہ علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس کا نام حارث ابن نعمان فہری تھا۔ بعید نہیں ہے کہ متذکرہ روایت میں جابر ابن نصر بھی صحیح ہو کیونکہ علیؑ نے بحکم رسولؐ اس کے باپ کو بدر کبریٰ میں قتل کیا تھا۔ چونکہ اس وقت تک جاہل عصبیت اور کینہ سے معمور تھے اس لئے اس اعلان کو سن کر اس کی آتش حسد بھڑک اٹھی اور وہ گستاخی پر آمادہ ہوگیا۔

۲۔ معارج ۷۰/۱۔۳؛ آیات کا ترجمہ اس سے قبل کے صفحہ پر پیش کیا گیا۔

مروی ہے کی روایت، مبتلائے عذاب ہونے والے کا نام ''جابر بن نضر'' بتاتی ہے جب کہ ثعلبی (۱)، سبط ابن جوزی (۲)، وصابی (۳)، حموینی (۴)، ابو سعود عمادی (۵) شربینی (۶) اور دوسرے بہت سے مفسرین نے ''حارث بن نعمان فہری'' کے نام کی نشاندہی کی ہے اگر چہ ہروی کے نام کی تائید حسکانی (۷)، قرطبی (۸) اور وصابی (۹) وغیرہ نے کی ہے۔ ناموں کے اختلاف پر قارئین کے ذہن میں الجھن کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ دو آدمیوں کے ساتھ پیش آیا ہو، جہاں تک ترجیح کا سوال ہے اس سلسلے میں علامہ عبدالحسین امینی نجفیؒ (۱۰) کے مطابق ''جابر بن نضر'' کا ہونا بھی صحت سے بعید نہیں کیوں کہ اس کے باپ نضر کو حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا۔ اس کے سینہ میں بدر کبریٰ ہی کے وقت سے آتش غضب بھڑک رہا تھا، رسولؐ کی جانشینی اور اعلان ولایت سن کر یہ آپے سے باہر ہو گیا ظاہر ہے کہ طبایع ابھی جاہلی عہد سے قریب تھے۔

....

۱۔ الکشف والبیان ثعلبی، آیت مبارکہ کے ذیل میں

۲۔ تذکرۃ الخواص ص۱۹/ (ص۳۰)

۳۔ الاکتفاء فی فضل الاربعہ الخلفاء، آیت مبارکہ کے ذیل میں

۴۔ فرائد السمطین ج۱ ص۸۲ ح۵۳/

۵۔ ارشاد العقل السلیم الی مزایا القرآن الکریم ج۸ ص۲۹۲ (ج۹ ص۲۹)

۶۔ السراج المنیر شربینی ج۴ ص۳۶۴ (ج۴ ص۳۸۰)

۷۔ شواہد التنزیل ج۲ ص۳۸۳ نمبر ۱۰۳۳

۸۔ تفسیر قرطبی ج۱۸ ص۱۸۱

۹۔ الاکتفاء فی فضل الاربعہ الخلفاء، آیت مبارکہ کے ذیل میں

۱۰۔ الغدیر فی الکتاب والسنۃ والادب جلد اول

اس سلسلے میں دوسری روایت ابواسحاق ثعلبی نیشاپوری کی ہے، وہ اپنی تفسیر ''الکشف والبیان'' میں فرماتے ہیں:

''سفیان بن عینیہ سے آیۂ مبارکہ ﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ...﴾ کے متعلق سوال کیا گیا۔(۱)

انہوں نے کہا: تم نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے کہ آج تک کسی نے یہ بات نہیں پوچھی، پھر وہ بیان کرنے لگے کہ جب رسول خداؐ نے اعلان ولایت فرمایا تو یہ بات شہروں اورآبادیوں میں دوور دور شائع ہوئی۔ جب حارث بن نعمان فہری کو معلوم ہوا تو اپنے ناقہ پرسوار ہوکر بطحا (۲) میں آیا، اپنا ناقہ باندھ کر خدمت میں حاضر ہوا، کہنے لگا: ''اے محمدؐ! آپ نے ہم سے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا ہم نے پڑھ لیا، آپ نے ہم سے نماز، زکوۃ، روزہ، حج کے لئے کہا ہم بجالائے پھر بھی آپ کو چین نہیں ملا اور اپنے چچیرے بھائی کو ہاتھوں پر بلند کر کے انھیں ہم پر بالا دستی عطا کردی کہ ''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ ''۔ کیا یہ کام آپ نے اپنے جی سے کیا ہے یا خدا کے حکم سے؟ رسول خداؐ نے وحدہ لاشریک لہ کی قسم کھا کر فرمایا: یہ کام خدا کے حکم سے بجالایا ہوں۔ نعمان یہ کہتا ہوا پلٹ گیا کہ خدایا! اگر محمدؐ کی یہ بات سچ ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی

....

۱۔ فرات بن ابراہیم کوفی کی تفسیر ص۱۹۰ پر اور کراجکی کی کنزالفوائد میں ہے کہ پوچھنے والے شخص کا نام ''حسین بن محمد خارقی'' تھا۔

۲۔ بطحا: ایسی ڈھلوان وادی کو کہتے ہیں جس میں ریگزاروں کی کثرت ہو (معجم البلدان ج۲ص۱۳۳) مکہ مکرمہ کا ایک نام بطحا بھی ہے، اسی مناسبت سے جناب ابوطالب کو ''سید البطحا'' کہا جاتا ہے۔ ابن تیمیہ کے اعتراض کے جواب میں الغدیر میں اس پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ رک: غدیر، قرآن حدیث اور ادب میں ج۱ص۲۹۲۔۲۹۶

دردناک عذاب نازل کردے۔ ابھی وہ اپنی سواری تک بھی نہیں پہونچا تھا کہ آسمان سے ایک پتھر نازل ہوا اور وہ لاش کا ایک ڈھیر ہوگیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ... ﴾۔(۱)

دونوں روایتوں میں ایک ہی مرکزی تصویر ہے کہ منکر ولایت پر دنیا میں بھی عذاب نازل ہوتا ہے، یہ عذاب اس وقت کے تقاضوں اور طبائع کے مطابق ہر زمانے میں ممکن ہے پھر یہ کہ اجتماعی کے مقابلے میں انفرادی عذاب کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ حارث یا جابر نے مفہوم مولا کا ایک واضح قرینہ ہمیں عطا کیا ہے، زبان وادب کی ریڑھ ماننے والوں یا ارشادات رسولؐ کو سقیفہ کے میزان پر تولنے والوں کو حارث نے چراغ کے بجائے سورج دکھا دیا ہے کہ مولا کا مطلب الم غلم کچھ نہیں صرف اولی بالتصرف ہے اس اعلان سے علیؑ کی بالادستی امت پر اس طرح ثابت ہوجاتی ہے جس طرح قرآن کی روشنی میں رسول اکرمؐ کی ہے۔

آٹھویں صدی کے دانشور حسن بن محمد طیبی ''الکاشف فی شرح حدیث الغدیر'' میں فرماتے ہیں:

''حدیث رسولؐ ''میں مومنین کے نفسوں پر ان سے زیادہ با اختیار ہوں'' کا مطلب آیہ مبارکہ ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ﴾ سے مستعار ہے اس میں اطلاق ہے کوئی نشاندہی نہیں کہ کس چیز میں مومنین کے نفسوں سے زیادہ ان پر مختار کل ہیں ، پھر آیت میں اسے مقید کیا گیا ہے: ﴿ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُم ﴾(۲) ''رسولؐ کی ازدواج

۱۔ الکشف والبیان، سورۂ معارج کی تفسیر کے ذیل میں

۲۔ احزاب/۶

مومنین کی مائیں ہیں''۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول خداؐ بمنزلہ باپ ہیں اس کی تائید عبد اللہ بن مسعود کی قرائت سے ہوتی ہے وہ اس آیت کو یوں پڑھتے: **والنبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وصواب لھم**''۔

مجاہد کہتے ہیں: ہر نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے اسی وجہ سے تمام مومنین کو آپس میں بھائی قرار دیا گیا ہے اس نقطہ نظر سے''**من کنت مولاہ فعلی مولاہ** '' کا مطلب یہ ہوا: حضرت علیؑ امت کے باپ ہیں اس لئے امت پر ان کا احترام، توقیر اور حسن سلوک اسی طرح واجب ہوا جس طرح باپ کا کیا جاتا ہے۔حضرت علیؑ پر لازم ہوا کہ آپ اپنی امت پر اس طرح شفقت فرمائیں جس طرح باپ اپنے بیٹے پر شفقت کرتا ہے اس وجہ سے حضرت عمر نے آپ کی خدمت میں تہنیت پیش کرتے ہوئے فرمایا: مبارک ہو یا علی ابن ابی طالبؑ آپ تمام مومن و مومنہ کے مولا ہو گئے''۔(۱)

طیبی کی اس صراحت کی روشنی میں باپ سے بیٹے کی بغاوت کا انجام، واقعہ طوفان نوح میں نظر آتا ہے، موجوں نے اسے ایسا ڈبو چکا کہ خود باپ اور نبی وقت کی سفارش بھی کام نہ آسکی، واقعہ حارث فہری عناد پرستوں کے حلق کی ہڈی ہے کیوں کہ اس کی کڑی اپنے واقعاتی تنوع کی وجہ سے اعلان غدیر اکمال دین تمام نعمت اور خوشنودی پردودگار سے براہ راست ملتی ہے۔اسی واقعہ کو علامہ عبدالحسین امینیؒ کی تحقیق کے مطابق تیس سے زیادہ مفسرین نے بیان کیا ہے۔(۲)

....

۱۔الکاشف فی شرح حدیث الغدیر

۲۔ان میں سے بعض مفسرین کے اسماء یہ ہیں: حافظ ابو عبیدہ ہروی نے تفسیر غریب القرآن میں؛ ابوبکر موصلی بغدادی نے تفسیر شفاء الصدور میں؛ ابواسحاق ثعلبی نے الکشف والبیان میں؛ قرطبی نے اپنی تفسیر میں؛...ملاحظہ ہو: غدیر؛ قرآن، حدیث اورادب میں (ترجمہ الغدیر) ج ا ص ۳۲۸۔۳۳۹

اس شہرت وتواتر کی وجہ سے منکر ولایت کی بدحواسی منطقی ہے کیونکہ آیۂ کمال دین اور آیۂ ﴿فاذافرغت فانصب﴾ جیسی آیات میں صرف ولایت کا مثبت رخ ہی نظر آتا ہے اس واقعہ عذاب اور حکایت عذاب سے منفی رخ پر بھی بڑی تیز روشنی ڈالی ہے یہی وجہ ہے کہ بعض کینہ توزوں نے روایتی تواتر کو نظر انداز کرتے ہوئے درایتی نقطۂ نظر سے انکار کی ہوا اڑانے کی کوشش کی ہے۔اس سلسلے میں نمایاں ترین نام ابن تیمیہ(۱) کا آتا ہے، یہ گستاخ اپنی فطرت کے اعتبار سے حارث فہری سے کسی طرح کم نہیں بعض

....

۱۔ابن تیمیہ کی عادت ہے کہ وہ ضروریات کا انکار کرتا ہے، مسلمانوں پر تنقید کر کے انہیں کافر و گمراہ سمجھتا ہے، اسی لئے علمائے اہل سنت نے اجماع کے برخلاف اس کی بکواس کو ابتداء ہی سے نقد و تبصرے کا ہدف کا قرار دیا ہے۔ محمد بخاری حنفی (متوفی ۸۴۱ھ) نے اس کے بدعتی اور کافر ہونے کی تصریح کی ہے، انہوں نے اپنی بزم میں کہا تھا: جو بھی ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کا لقب دے وہ کافر ہو جائے گا ....خود اس کے ہم عصر حافظ ابن حجر اپنی کتاب ''الفتاوی الحدیثیہ'' میں لکھتے ہیں: ''ابن تیمیہ ایک ایسا انسان تھا جسے خداوند عالم نے ذلیل و خوار، اندھا بہرہ اور گمراہ کر دیا تھا، جن ائمہ نے اس کی افترا پردازیوں کو بیان کیا ہے، انہوں نے اس مطلب کی تصریح کی ہے، جو شخص مزید آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ امام مجتہد جن کی امامت و جلالت اور اجتہاد علماء کی نظر میں متفق ہے یعنی ابوالحسن سبکی، ان کے فرزند، امام عز بن جماعہ، انکے ہم عصر علماء اور شافعی، مالکی اور حنفی کے تمام علماء کی جانب رجوع کرے۔اس نے نہ صرف متاخر صوفیوں بلکہ عمر بن خطاب اور علی بن ابی طالب جیسی اہم شخصیتوں پر بھی اعتراض کیا ہے''۔ایسے ذلیل اور پاپی شخص نے حقیقت سے دور گمراہ کن لیٹریچر پر مشتمل کتاب لکھی جس کا نام ''منہاج السنۃ'' رکھا۔اگر کسی کو ایسی کتاب کی تلاش ہو جس کا نام اس کے مطالب سے مخالف ہو تو وہ ''منہاج السنۃ'' کی جانب رجوع کرے، اس کتاب کا نام اس کے مطالب سے قطعی مخالف ہے۔اس کے مطالب کے پیش نظر اس کا واقعی نام تو ''منہاج البدعۃ'' ہونا چاہئے، اس لئے کہ اس میں انواع و اقسام کی بدعتیں، افترا پردازی، دینی مسلمات کا انکار، مسلمانوں کی تکفیر، غیر منطقی اور لچر اقوال و دلائل، بدعت گذاروں کی نصرت اور اہل بیتؑ اور خاندان وحی سے کینہ توزی اور دشمنی کے نمونے بھرے پڑے ہیں۔

علماء مثلاً شوکانی وغیرہ نے منکر ضروریات اسلام کی تکفیر وتذلیل کا فتویٰ صادر کیا ہے وہ تو اس حد تک چلے گئے ہیں کہ ''جو شخص اس منحوس کو شیخ الاسلام (ابن تیمیہ کا نام نہاد لقب) کہے وہ کافر ہے''۔(۱) حارث کے عذاب واقع کو صدر اسلام سے آج تک متواتر و مسلسل علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اس لئے ابن تیمیہ نے روایتی نظر ڈال کر شک وشبہ پیدا کیا ہے اس سلسلے میں اس واقعہ کو غلط ثابت کرتے ہوئے سات آٹھ اشتباہات پیدا کئے ہیں علامہ امینیؒ نے ان سب کو نقل کر کے باطل کیا ہے۔(۲)

یہاں موضوع سے متعلق ایک اعتراض نقل کیا جا رہا ہے جو باطل کی بنیاد پر بلند بانگ انداز میں آج بھی دہرایا جاتا ہے۔

ابن تیمیہ بکواس کرتا ہے:

''واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ متذکرہ حارث نامی مسلمان تھا کیوں کہ اس نے تمام ضروریات خمسہ اسلام کا اقرار کیا ہے اور طے ہے کہ کسی بھی مسلمان پر عہد نبوی میں عذاب نازل نہیں ہوسکتا''۔(۱)

جواب:

ابن تیمیہ نے اس میں دو عدد دھاندھلی فرمائی ہے۔ایک تو یہ کہ جو بھی ضروریات خمسہ کا اقرار کرے وہ مسلمان ہے۔دوسرے یہ کہ کسی بھی مسلمان پر عہد نبوی میں عذاب نازل نہیں ہوسکتا۔

....

۱۔البدر الطالع ج۲ص۲۶۰ (نمبر ۵۱۵)

۲۔ملاحظہ ہو:غدیر؛قرآن،حدیث اور ادب میں ج۱ص۲۹۰۔۳۰۷

۳۔۲۔منہاج السنۃ ج۴ص۱۳

جہاں تک پہلی دھاندھلی کی بات ہے قرآن کی نظر میں بھی رسولؐ کی رسالت، توحید اورنماز، روزہ کرنے والے کے اسلام کو جھٹلایا گیا ہے۔ سورہ منافقون پر نظر ڈالئے قرآن جنھیں تحقیق کے ساتھ جھوٹا کہہ رہا ہے وہ سب کے سب ضروریات خمسہ اسلام کا اقرار بھی کرتے تھے اور عبادات بھی بجالاتے تھے۔

یہ ضروری نہیں کہ جو شخص ضروریات خمسہ اسلام کا اقرار کرے وہ لازمی طور سے مسلمان بھی ہو، تحقیقی اعتبار سے وہی اسلام معتبر اور دنیاوآخرت میں عذاب سے بچانے والا ہے جس میں ولایت علیؑ کی خوشبو بھی ہو۔(۱)

دھاندھلی کا دوسرا حصہ کہ کسی مسلمان پر عہد نبوی میں عذاب نازل نہیں ہوسکتا، تاریخ وسیرت کی کتابیں اس کی قطعی طور سے نفی کرتی ہیں۔ مسلمان پر انفرادی طور سے عذاب خود زمانہ رسالت میں بلکہ پہلوئے رسولؐ میں بیٹھنے والے مسلمان پر بھی آیا ہے:

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول خداؐ ایک مریض صحابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، آپ نے حسب عادت فرمایا: کوئی بات نہیں، گناہوں سے پاک ہورہے ہو۔ اس نے جھلاّہٹ میں کہا: یہ طہارت نہیں بلکہ بڈھے کو بخار ہے قبر تک پہنچانے والا ہے۔

....

۱۔ چنانچہ اس سلسلے میں ابوحمزہ ثمالی سے مروی امام باقر کی حدیث ہے: ''پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے: نماز کا قیام، زکات کی ادائیگی، خانہ خدا کا حج، ماہ رمضان کا روزہ اور ہم اہل بیتؑ کی ولایت؛ ان میں سے چار کے سلسلے میں رخصت ہے لیکن ولایت کے متعلق کوئی رخصت نہیں۔ یعنی اگر کسی کے پاس مال نہیں اس پر زکات واجب نہیں، اگر کسی کے پاس مال نہیں اس پر حج واجب نہیں، اگر کوئی مریض ہے وہ نماز بیٹھ کر پڑھے اور ماہ ماہ رمضان کا روزہ افطار کرلے۔ لیکن ولایت سلامت و بیماری اور دولت مندی وفقیری ہر حال میں انسان پر واجب ہے''۔(خصال صدوق ص ۲۷۸)

رسول خداؐ نے فرمایا: ہاں! ایسا ہی ہے۔ چنانچہ وہ دوسرے دن مرا ہوا پایا گیا۔ (۱)

ماوردی کی اعلام النبوۃ میں ہے کہ ایک شخص نماز میں اپنے بالوں سے کھیل رہا تھا رسول خداؐ نے منع فرمایا وہ نہ مانا، رسولؐ نے بددعا دی اور اس کی صورت بگڑ گئی۔ (۲)

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا رسولؐ نے منع فرمایا، اس نے کہا: مجھے داہنے ہاتھ سے کھانے کی قدرت نہیں (حالانکہ طاقت وصلاحیت موجود تھی)۔ آپ نے فرمایا: ایسا ہی ہوجائے گا۔ وہ دسترخوان ہی پر تھا کہ داہنے ہاتھ سے مفلوج ہوگیا۔ (۳)

جب معمولی منہیات رسولؐ کی مخالفت کرنے والے پر فوری عذاب نازل ہوسکتا ہے تو ولایت جسے خدا نے دین کی تکمیل کی علامت قرار دیا ہے، اس کا انکار کرنے والے پر عذاب استیصالی نازل ہوجائے تو اس میں شک کی کیا بات ہے۔

ختم شد

مطبوعہ کتاب غدیر، تنظیم المکاتب لکھنو ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۸۹ء

۱۔ صحیح بخاری ج ۵ ص ۲۲۷

۲۔ اعلام النبوۃ ص ۸۱ (ص ۱۳۴)

۳۔ صحیح مسلم ج ۴ ص ۲۵۹ ح ۱۰۷، کتاب الاشربہ